حیلۂ زکوٰۃ

از: اعلیٰحضرت امام اہلسنت الشاہ احمد رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ناشر: رضا اکیڈمی ممبئی

سلسلۂ اشاعت ۲۸۴ سنِ اشاعت ۱۴۲۲ھ سنہ ۲۰۰۱ء

رادع التعسف عن الامام ابی یوسف

۱۳۱۸ھ

(حیلہ زکوٰۃ کے بارے میں امام ابو یوسف پر غیر مقلدین کے اعتراض کا رد)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۵

مسئلہ از گونڈہ ملک اودھ مدرسہ اسلامیہ مرسلہ حافظ عبداللہ صاحب مدرس مذکور ۱۶ جمادی الآخرہ ۱۳۱۸ھ

کتاب ظفر المبین مؤلفہ محی الدین غیر مقلد میں لکھا ہے کہ جناب قاضی ابو یوسف صاحب آخر سال پر اپنا مال اپنی بی بی کے نام ہبہ کر دیا کرتے تھے اور اس کا مال اپنے نام ہبہ کرا لیا کرتے تھے تاکہ زکوٰۃ ساقط ہو جائے، یہ بات کسی نے امام ابو حنیفہ صاحب سے نقل کی انھوں نے فرمایا کہ یہ اُن کے فقہ کی جہت سے ہے اور درست فرمایا، چنانچہ اس امر کو ایک عالم صاحب مقلد نے بھی تصدیق کیا بلکہ یہ کہا اس معاملے کو امام بخاری صاحب نے بھی درج کتاب کیا ہے اور بہت نفرت کے ساتھ لکھا ہے اس کی تشریح و توضیح مدلل ارشاد فرمائی جائے۔

الجواب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اللھم لک الحمد صل وسلم علی سید انبیائک والہ وصحبہ وسائر اصفیائک اسألک حبک وحب

اے اللہ تیرے ہی لیے حمد ہے۔ تمام انبیاء علیہم السلام کے سربراہ پر صلوٰۃ وسلام، ان کی آل واصحاب اور باقی تمام اصفیاء پر بھی۔ اے اللہ! میں آپ سے آپ کی

احبائك و حسن الادب مع جمیع اولیائك و اعوذبك من غضبك و سخطك و سوء بلائك۔

محبت، آپ کے محبوبوں کی محبت اور آپ کے تمام دوستوں کے ساتھ حُسنِ ادب کا سوال کرتا ہُوں، اور آپ کے غضب، ناراضگی اور گرفت سے پناہ مانگتا ہُوں (ت)

اوّلاً صحیح بخاری شریف میں اوّل تا آخر کہیں اس حکایت کا پتا نہیں کہ امام ابویوسف اس کے عامل تھے امام اعظم مصدّق ہوئے، امام بخاری نے صرف اس قدر لکھا کہ بعض علماء کے نزدیک اگر کوئی شخص سال تمام سے پہلے مال کو ہلاک کردے یا دے ڈالے یا بیچ کر بدل لے کہ زکوٰۃ واجب نہ ہونے پائے تو اس پر کچھ واجب نہ ہوگا، اور ہلاک کرکے مرجائے تو اس کے مال سے کچھ نہ لیا جائے گا، اور سال تمام سے پہلے اگر زکوٰۃ ادا کردے تو جائز و روا۔ ان کی عبارت یہ ہے:

وقال بعض الناس فی عشرین و مائۃ بعیر حقتان فان اھلکھا متعمدا او وھبھا او احتال فیھا فرارا من الزکٰوۃ فلا شیئ علیہ۔[1]

بعض لوگوں نے کہا ہے کہ ایک سو بیس[120] اونٹوں میں دو[2] حقّہ ہیں اور اگر انھیں عمداً ہلاک کردیا یا انھیں کسی کو ہبہ کردیا یا زکوٰۃ سے بھاگنے کے لیے کوئی حیلہ کرلیا تو اب مالک پر زکوٰۃ نہیں ہوگی (ت)

پھر کہا:

وقال بعض الناس فی رجل لہ ابل فخاف ان تجب علیہ الصدقۃ فباعھا بابل مثلھا اوبغنم اوببقر او بدراھم فرارا من الصدقۃ بیوم و احتیالا فلا شیئ علیہ وھو یقول ان زکی ابلہ قبل ان یحول الحول بیوم اوبسنۃ جازت عنہ[2]

بعض لوگوں نے اس شخص کے بارے میں کہا جس کے پاس اونٹ ہوں وُہ ڈرتا ہے کہ کہیں اس پر صدقہ لازم نہ ہوجائے پس وُہ زکوٰۃ سے فرار اور حیلہ کرتے ہوئے ایک دن پہلے اس کی مثل اونٹوں سے بیچ دیتا ہے یا بکری یا گائے یا دراہم کے عوض بیچ دیتا ہے تو اب اس پر کوئی شئے لازم نہیں، اور وُہ یہ بھی کہتے ہیں کہ اگر مالک نے اپنے اونٹ کی زکوٰۃ سال گزرنے سے ایک دن یا سال پہلے زکوٰۃ دے دی تو ادا ہوجائیگی۔ (ت)

پھر کہا:

وقال بعض الناس اذا بلغت الابل عشرین

بعض لوگوں نے کہا جب اُونٹ بیس[20] ہوجائیں تو اس

---

[1] و [2] صحیح البخاری کتاب الحیل باب فی الزکٰوۃ والّا یفرق الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/۱۰۲۹

فقیها اربع شیاہ فان وھبها قبل الحول او باعها فرارا واحتیالا لاسقاط الزکوۃ فلا شیٔ علیہ وکذلك ان اتلفها فمات فلا شیٔ فی مالہ[1]۔

میں چار بکریاں لازم ہوں گی، اب اگر اسقاطِ زکوٰۃ کیلئے حیلہ کرتے ہوئے سال گزرنے سے پہلے ان اونٹوں کو ہبہ کردیا تو اب کوئی شئے لازم نہ ہوگی۔ اسی طرح اگر مالک نے ہلاک کردیا اور مالک فوت ہوگیا تو اس کے مال میں کوئی شئی لازم نہ ہوگی۔ (ت)

اس میں نہ اُس حکایت کا کہیں نشان، نہ امام اعظم خواہ امام ابو یوسف کا نام، ایک مسئلہ میں بعض علماء کا صرف مذہب نقل کیا ہے کہ کوئی ایسا کرے تو اس پر کچھ واجب نہ ہوگا۔

ثانیاً ہمارے کتب مذہب نے اس مسئلہ میں امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہما اللہ تعالٰی کا اختلاف نقل کیا اور صاف لکھ دیا کہ فتوٰی امام محمد کے قول پر ہے کہ ایسا فعل جائز نہیں۔ تنویر الابصار و درمختار و درر و غرر و جوہرہ وغیرہا میں ہے:

واللفظ للاولین (تکرہ الحیلۃ لاسقاط الشفعۃ بعد ثبوتها وفاقا) کقولہ للشفیع اشترہ منی ذکرہ البزازی (واما الحیلۃ لدفع ثبوتها ابتداً فعند ابی یوسف لاتکرہ وعند محمد تکرہ، ویفتی بقول ابی یوسف فی الشفعۃ) قیدہ فی السراجیۃ بما اذکان الجار غیر محتاج الیہ واستحسنہ محشی الاشباہ (وبضدہ) وھوالکراھۃ (فی الزکوٰۃ) والحج وایۃ السجدۃ[2] جوھرۃ۔

پہلی دونوں کتب کی عبارت یہ ہے (ثبوتِ شفعہ کے بعد اسقاط کے لیے حیلہ کرنا بالاتفاق مکروہ ہے) مثلاً شفیع کے لیے یہ کہنا کہ وہ چیز آپ مجھ سے خرید لیں۔ اسے بزازی نے ذکر کیا (لیکن ابتداً عدمِ ثبوت کے لیے حیلہ کرنا امام ابو یوسف کے نزدیک مکروہ نہیں، اور امام محمد کے ہاں مکروہ ہے۔ شفعہ میں امام ابو یوسف کے قول پر فتوٰی ہے) سراجیہ میں اس قید کا اضافہ ہے کہ بشرطیکہ پڑوسی اس کا محتاج نہ ہو، محشی اشباہ نے اسے پسند کیا ہے اور زکوٰۃ، حج اور آیتِ سجدہ میں (اس کی ضد) بھی کراہت پر فتوٰی ہے، جوہرہ (ت)

ردالمحتار میں شرح درر البحار سے ہے: ھذا تفصیل حسن[3] (یہ تفصیل خوبصورت ہے۔ ت) غمز العیون

---

[1] صحیح البخاری کتاب الحیل باب فی الزکوٰۃ والا یفرق بین مجتمع الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۱۰۲۹

[2] درمختار کتاب الشفعۃ باب ما یبطلها مطبع مجتبائی دہلی ۲/ ۲۱۶

[3] ردالمحتار ؍؍ مصطفی البابی مصر ۵/ ۱۷۳

میں ہے:

الفتوی علی عدم جواز الحیلۃ لاسقاط الزکوٰۃ وھو قول محمد رحمہ اللہ تعالٰی وھو المعتمد[1]

فتوٰی حیلہ اسقاطِ زکوٰۃ کے عدم جواز پر ہے اور یہی امام محمد رحمہ اللہ تعالٰی کا قول ہے، اور اسی پر اعتماد ہے (ت)

مجمع الانہر میں شرح الکنز للعینی سے ہے:

المختار عندی ان لا تکرہ فی الشفعۃ دون الزکوٰۃ[2]

میرے نزدیک مختار یہ ہے کہ شفعہ میں حیلہ مکروہ نہیں لیکن زکوٰۃ میں مکروہ ہے۔ (ت)

وقایہ واصلاح وایضاح میں ہے:

واللفظ لھذین لایکرہ حیلۃ اسقاط الشفعۃ والزکوٰۃ عند ابی یوسف خلافا لمحمد و یفتی فی الاول بقول الاول وفی الثانی بقول الثانی[3]

ان دونوں کی عبارت یہ ہے: اسقاط شفعہ و زکوٰۃ کے لیے حیلہ امام ابویوسف کے نزدیک مکروہ نہیں لیکن امام محمد کو اس میں اختلاف ہے پہلے (شفعہ) میں پہلے امام (ابویوسف) کے قول پر اور دوسرے (زکوٰۃ) میں دوسرے امام (محمد) کے قول پر فتوٰی ہے۔ (ت)

امام الائمہ سراج الامہ حضرت سیدنا امام اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ کا مذہب بھی یہی مذہبِ امام محمد ہے کہ ایسا فعل ممنوع وبد ہے۔ غمز العیون میں تاتارخانیہ سے ہے:

کان ذلك مکروھا عند الامام ومحمد[4]

یہ (حیلہ) امام اعظم اور امام محمد دونوں کے نزدیک مکروہ ہے۔ (ت)

تو امام کی طرف وہ نسبت تصویب کہ انھوں نے فرمایا (ابویوسف نے درست فرمایا) خود مذہبِ امام کے صریح خلاف ہے۔

ثالثًا بلکہ خزانۃ المفتین میں فتاوٰی کبرٰی سے ہے:

---

[1] غمز عیون البصائر الفن الخامس من الاشباہ والنظائر الخ ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیہ کراچی ۲/ ۲۹۲

[2] مجمع الانہر شرح ملتقی الابحر فصل وتبطل الشفعۃ بتسلیم الکل او البعض داراحیاء التراث العربی بیروت ۲/ ۴۸۶

[3] شرح الوقایۃ کتاب الشفعۃ باب ماھی فیہ الخ مطبع یوسفی لکھنؤ ۴/ ۶۰

[4] غمز عیون البصائر الفن الخامس من الاشباہ والنظائر وھو فن الحیل ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیہ کراچی ۲/ ۲۹۲

الحیلۃ فی ابطال الشفعۃ بعد ثبوتہا یکرہ لانہ ابطال لحق واجب و اما قبل الثبوت فلاباس بہ وھو المختار والحیلۃ فی منع وجوب الزکوٰۃ تکرہ بالاجماع[1]

ثبوت کے بعد ابطالِ شفعہ کے لیے حیلہ کرنا مکروہ ہے کیونکہ یہ حقِ واجب کو باطل کرنا ہے لیکن ثبوت سے پہلے حیلہ میں کوئی حرج نہیں اور یہی مختار ہے اور وجوبِ زکوٰۃ میں رکاوٹ کے لیے حیلہ کرنا بالاجماع مکروہ ہے۔ (ت)

یہاں سے ثابت کہ ہمارے تمام ائمہ کا اس کے عدمِ جواز پر اجماع ہے، حضرت امام ابویوسف بھی مکروہ رکھتے ہیں ممنوع و ناجائز جانتے ہیں کہ مطلق کراہت کراہتِ تحریم کے لیے ہے خصوصاً نقلِ اجماع کہ یہاں ہمارے سب ائمہ کا مذہب متحد بتا رہی ہے اور شک نہیں کہ مذہب امام اعظم و امام محمد اس حیلہ کا ناجائز ہونا ہے، غمز العیون کے لفظ سُن چکے کہ صاف عدمِ جواز کی تصریح ہے **اقول** اگر بتطافر نقولِ خلاف بغرض توفیق اس روایت اجماع میں کراہت کو معنی اعم پر حمل کریں،

فربما تجیئ کذا کقولھم فی الصلوٰۃ کرہ کذا وکذا و ارادوا بہ المکروھات من القسمین۔

تو کبھی یوں بھی آتا ہے جیسا کہ فقہاء کا نماز کے باب میں کہنا کہ فلاں فلاں چیز مکروہ ہے اور مکروہات کی دونوں قسموں کو مراد لیتے ہیں (ت)

تو حاصل یہ ہوگا کہ اس حیلہ کے مکروہ و ناپسند ہونے پر ہمارے ائمہ کا اجماع ہے، خلاف اس میں ہے کہ امام ابویوسف مکروہِ تنزیہی فرماتے ہیں اور امام اعظم و امام محمد مکروہِ تحریمی۔ اور فقیر نے بچشم خود امام ابی یوسف رضی اللہ تعالٰی عنہ کی متواتر کتاب مستطاب الخراج میں یہ عبارت شریفہ مطالعہ کی (مطبع میری بولاق مصر صفحہ ۴۵):

قال ابویوسف رحمہ اللہ لا یحل لرجل یؤمن باللہ والیوم الاٰخر منع الصدقۃ و لا اخراجہا من ملکہ الی ملک جماعۃ غیرہ لیفرقہا بذٰلک فتبطل الصدقۃ عنہا بان یصیر لکل واحد منھم من الابل والبقر والغنم مالایجب فیہ الصدقۃ و لایحتال فی ابطال الصدقۃ بوجہ ولا سبب بلغنا عن ابن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہ

یعنی امام ابو یوسف فرماتے ہیں کسی شخص کو جو اللہ و قیامت پر ایمان رکھتا ہو یہ حلال نہیں کہ زکوٰۃ نہ دے یا اپنی ملک سے دوسروں کی ملک میں دے دے جس سے ملک متفرق ہوجائے اور زکوٰۃ لازم نہ آئے کہ اب ہر ایک کے پاس نصاب سے کم ہے اور کسی طرح کسی صورت ابطالِ زکوٰۃ کا حیلہ نہ کرے، ہم کو ابن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہ سے حدیث پہنچی ہے کہ انھوں نے فرمایا زکوٰۃ نہ دینے والا مسلمان نہیں رہتا، اور جو زکوٰۃ نہ دے اس کی

---

[1] خزانۃ المفتین

انه قال مامانع الزکوٰۃ بمسلم ومن لم یؤدھا فلاصلوٰۃ لہ[1] نماز مردود ہے۔

فتاوٰی کبرٰی وخزانۃ المفتین کی نقلِ اجماع عبارتِ اطلاق کی تائید کررہی ہے اور اس کا اطلاق اُس اجماع کی امام ابویوسف نے یہ کتاب مستطاب خلیفہ ہارون کے لیے تصنیف فرمائی ہے جبکہ امام خلافت ہارونی میں قاضی القضاۃ و قاضی الشرق والغرب تھے اُس میں کمالِ اعلانِ حق کے ساتھ خلیفہ کو وُہ ہدایات فرمائی ہیں جو ایک اعلٰی درجے کے امام ربانی کے شایانِ شان تھیں کہ اللہ کے معاملے میں سُلطان وخلیفہ کسی کا خوف و لحاظ نہ کرے اور خلیفہ رحمہ اللہ تعالٰی نے ان ہدایات کو اسی طرح سنا ہے جو ایک خدا پرست سلطان و امیر المومنین کے لائق ہے کہ نصائح ائمہ و علماء اگرچہ بظاہر تلخ ہوں گوشِ قبول سے سُنے اور اُن کے حضور فروتنی کرے، یہ زمانہ امام کا آخر زمانہ تھا۔ حاضرینِ مجلس مبارک سیدنا امام اعظم یا اُس کے بعد کا قریب زمانہ جس میں خلافیات ائمہ ثلٰثہ منقول ہوئی ہیں اس سے متقدم تھا، تو اس تقدیر پر نقلِ اجماع کو ظاہر سے پھیرنے کی حاجت نہیں، تطبیق یُوں ہوگی کہ امام ابی یوسف رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے اس قول سے رجوع فرمایا اور اُن کا آخر قول یہی ٹھہرا جو ان کے استاذ اعظم امام الائمہ اور شاگرد اکبر امام محمد کا ہے رضی اللہ تعالٰی عنہم اجمعین، اور ایک امام دین جب ایک قول سے رجوع فرمائے تو اب وہ اس کا قول نہ رہا، نہ اس پر طعن روا، نہ سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما پر طعن کیا کہ وُہ ابتداء میں جوازِ متعہ کے مدتوں قائل رہے ہیں یہاں تک کہ عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالٰی عنہما نے اپنے زمانہ خلافت میں اُن سے فرمایا کہ اپنے ہی اُوپر آزما دیکھئے، اگر متعہ کرو تو میں سنگسار کردوں، آخر زمانہ میں اس سے رجوع کیا اور فرمایا، اللہ عزوجل نے زوجہ وکنیز شرعی بس ان دو کو حلال فرمایا ہے فکل فرج سواھما حرام[2] ان دو کے سوا جو فرج ہے حرام ہے، رواہ الترمذی (اسے ترمذی نے روایت کیا۔ ت) زید بن ارقم رضی اللہ تعالٰی عنہ پر طعن کیا جائے کہ وُہ پہلے سُود کی بعض صُورتیں حلال بتاتے تھے یہاں تک کہ ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہا نے فرمایا کہ زید کو خبر دے دو کہ اگر وہ اس قول سے باز نہ آئے تو انھوں نے جو حج وجہاد رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے ہمراہ رکاب کیا اللہ تعالٰی اسے باطل فرمادے گا۔[3] رواہ الدارقطنی (اسے دارقطنی نے روایت کیا۔ ت)

رابعًا یہ حکایت کسی سند مستند سے ثابت نہیں، اور بے سند مذکور ہونا طعن کے لیے کیا نفع دے سکتا ہے،

---

[1] کتاب الخراج باب فی الزیادۃ والنقصان الخ مطبعہ بولاق مصر ص ۸۶

[2] جامع الترمذی ابواب النکاح باب ماجاء فی نکاح المتعۃ امین کمپنی کتب خانہ رشیدیہ دہلی ۱/ ۱۳۴

[3] سنن الدارقطنی کتاب البیوع حدیث ۲۱۱ نشر السنۃ ملتان ۳/ ۵۲

وہ بھی ایسی کتاب میں خصوصًا جس میں تو وہ حدیثیں خود رسول اللہ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی طرف ایسی منسوب ہیں جن کی نسبت ائمۂ حدیث نے جزم کیا کہ باطل وموضوع ومکذوب ہیں۔

ولکل فن رجال ولکل رجال مجال ویابی اللّٰہ العصمۃ الالکلامہ وکلام رسولہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم۔

ہر فن کے ماہرین ہیں اور تمام ماہرین میں خطا کا امکان ہے، اللہ تعالٰی نے عصمت صرف اپنے کلام اور اپنے رسول صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے کلام ہی کو عطا فرمائی ہے۔ (ت)

مجتہد کے اجتہاد میں کسی فعل کا جواز آنا اور بات اور خود اس کا مرتکب ہونا اور بات، یہ اساطین دین الٰہی بارہا عوام کے لیے رخصت بتاتے اور خود عزیمت پر عمل کرتے، سیدنا امام اعظم امام الائمہ سراج الامہ کاشف الغمہ مالک الازمہ رضی اللہ تعالٰے عنہ فرماتے ہیں:

لا احرم النبیذ الشدید دیانۃ ولا اشربہ مروءۃ۔

میں نبیذ کو دیانۃً حرام نہیں کہتا لیکن مروتاً اسے پیتا نہیں ہوں۔(ت)

اُن کے شاگرد محمد بن مقاتل رازی کہتے ہیں:

لو اعطیت الدنیا بحذافیرھا ما شربت المسکر یعنی نبیذ التمر والزبیب ولو اعطیت الدنیا بحذافیرھا ما افتیت بانہ حرام[1]، ذکرہ الامام البخاری فی الخلاصۃ۔

اگر تمام دنیا مجھے دے دی جائے تو میں نشہ آور چیز یعنی تمر اور زبیب کا نبیذ نہ پیوں گا، اور اگر مجھے تمام دنیا عطا کر دی جائے تو میں اس کے حرام ہونے کا فتوٰی نہیں دے سکتا، امام بخاری نے خلاصہ میں اس کا ذکر کیا ہے۔ (ت)

خامسًا امام حجۃ الاسلام غزالی قدس سرہ الشریف احیاء العلوم شریف میں فرماتے ہیں:

فان قیل ھل یجوز لعن یزید لانہ قاتل الحسین او امر بہ قلنا ھذا لم یثبت اصلا فلا یجوز ان یقال انہ قتل او امر بہ مالم یثبت فضلا عن اللعنۃ لانہ

اگر سوال کیا جائے کہ کیا یزید پر لعنت کرنا جائز ہے کیونکہ وُہ امام حسین رضی اللہ تعالٰے عنہ کا قاتل ہے یا اس نے آپ کے قتل کا حکم دیا ہے، تو ہم کہتے ہیں کہ یہ اصلاً ثابت نہیں جب تک ثابت نہ ہو جائے تو اسے

---

[1] خلاصۃ الفتاوٰی کتاب الاشربہ مکتبہ حبیبیہ کوئٹہ ۲/ ۲۰۵

لا تجوز نسبة مسلم الى كبيرة من غير تحقيق نعم يجوز ان يقال قتل ابن ملجم عليا و قتل ابو لؤلؤ عمر رضی الله تعالیٰ عنه فان ذلك ثبت متواترا فلا يجوز ان يرمی مسلم بفسق وكفر من غير تحقيق[1]

قاتل یا اس کا آمر نہ کہا جائے چہ جائیکہ اس پر لعنت کی جائے کیونکہ بغیر تحقیق کسی مسلمان کی طرف کبیرہ گناہ کی نسبت کرنا جائز نہیں، ہاں یہ کہنا جائز ہے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ابن ملجم اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ابو لولو نے شہید کیا کیونکہ یہ تواتر سے ثابت ہے تو بغیر تحقیق کسی مسلمان کی طرف فسق یا کفر کی نسبت کرنا ہرگز جائز نہیں (ت)

اقول یہ فعل کہ امام ابویوسف رحمہ اللہ تعالیٰ سے حکایت کیا جاتا ہے آیا خطاء اجتہادی ہے یا اس کی قابلیت نہیں رکھتا بلکہ معاذ اللہ عمداً فریضۃ اللہ سے معاندت ہے، بر تقدیر اول اس سے طعن کے کیا معنی مجتہد اپنی خطا پر ثواب پاتا ہے اگرچہ صواب کا ثواب دونا ہے، اور اگر عیاذاً باللہ شق ثانی فرض کی جائے تو فرض خود سے معاندت قطعاً کبیرہ ہے خصوصاً وہ بھی بر سبیل عادت جو (کر دیا کرتے تھے) کا مفاد ہے خصوصاً اس زعم کے ساتھ کہ آخرت میں اس کا ضرر ہر گناہ سے زائد ہے تو معاذ اللہ اکبر الکبائر ہوا پھر کیونکر حلال ہوگیا کہ ایسے سخت کبیرہ شدید نہ کبیرہ بلکہ اکبر الکبائر کو ایک مسلمان نہ صرف مسلمان بلکہ امام المسلمین کی طرف بلا تواتر نہ فقط بے تواتر بلکہ محض بلا سند صرف حکی کی بنا پر نسبت کر دیا جائے۔ سبحان اللہ! یزید پلید کی طرف تو یہ نسبت ناجائز و حرام ہو کہ اس نے امام مظلوم سیدنا حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شہید کرایا اس لیے کہ اس کا حکم دینا اس خبیث سے متواتر نہیں اور سیدنا امام ابویوسف رحمۃ اللہ علیہ کی طرف ایسی شدید عظیم بات نسبت کرنا حلال ٹھہرے حالانکہ تواتر چھوڑ اصلاً کوئی ٹوٹی پھوٹی سند بھی نہیں۔

فقد تمت الحجة بالحجة على الحجة و طهر به ذيل امام الحجة ولله الحجة البالغة ولكل جواد كبوة ولكل صارم نبوة ولكل عالم هفوة ولقد صدق امام دار الهجرة عالم المدينة سيدنا الامام مالك بن انس رحمة الله تعالىٰ اذ يقول كل ماخوذ من قوله ومردود عليه الاصاحب هذا القبر صلى الله تعالىٰ عليه وسلم الا

اب حجت پر حجت کے ساتھ حجت تام ہوگئی اور امام الحجۃ کا دامن پاک ہوگیا اور کامل حجت اللہ تعالیٰ کے لیے ہی ہے، ہر شہسوار کو گرنا اور ہر تلوار کو کند ہونا ہے اور ہر عالم کو لغزش کا سامنا ہے ــــــ امام دار الہجرت عالم مدینہ سیدنا امام مالک بن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سچ فرمایا کہ ہر ایک کا قول ماخوذ بھی ہوسکتا ہے اور مردود بھی ماسوائے اس قبر کے مکین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ــــــ

---

[1] احیاء العلوم الآفۃ الثامنۃ اللعن مکتبہ ومطبعۃ المشہد الحسینی القاہرۃ ۳/۱۲۵

ان الذین فی قلوبھم زیغ فیتبعون ھفوات بدرت مھما ندرت یبتغون الفتنۃ فی الدین وایذاء قلوب المسلمین واللہ المستعان علی الطاغین والمردۃ الباغین ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

بلاشبہ وہ لوگ جن کے دلوں میں ٹیڑھ ہے وہ ان ہفوات کی اتباع کرتے ہیں جیسے بھی وُہ ظاہر ہوں اور اس سے دین میں فتنہ برپا کرکے مسلمانوں کے دلوں کو ایذا دیتے ہیں، ان سرکشوں اور مردود باغیوں کے خلاف اللہ تعالٰی مدد فرمانے والا ہے (ت)

سادسًا مجرد استقباح واستبعاد بے دلیل شرعی مسموع نہیں، نہ احکامِ زہد احکامِ شرع پر حاکم، نماز میں قلتِ خشوع کو اہلِ سلوک کیا کیا سخت وشنیع مذمتیں نہیں کرتے، ایسی نماز کو باطل ومہمل وفاسد ومختل سمجھتے ہیں۔ اور فقہاء کا اجماع ہے کہ خشوع نہ رکنِ نماز ہے نہ فرض نہ شرط، مانحن فیہ کا محلِ اجتہاد نہ ہونا مخالف نے نہ بتایا نہ قیامت تک بتا سکتا ہے، پھر اجتہادِ مجتہد پر طعن کیا معنی رہا، فعل اگر بفرضِ غلط ایک آدھ بار وقوع بسندِ معتمد ثابت بھی ہو جائے تو کرنے اور کیا کرنے میں زمین آسمان کا بل ہے، نہ کان یفعل تکرار میں نص، کما بیّناہ فی التاج المکلل فی انارۃ مدلول کان یفعل (جیسا کہ ہم نے اس بات کو اپنے رسالہ التاج المکلل فی انارۃ مدلول کان یفعل' میں بیان کیا ہے۔ت) واقعہ حال محتمل صد احتمال ہوتا ہے عروض ضرورت یا امر اہم یا کچھ نہ سہی تو بیان جواز ہی کہ فعلاً قولاً سے اکمل واتم اور (یہ اُن کی فقہ سے ہے) تصویب نہیں، اس کے معنی اس قدر کہ یہ اُن کا اجتہاد ہے جس کا حاصل صرف منع طعن ہے کہ مجتہد اپنے اجتہاد پر ملام نہیں، جس طرح حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما نے عکرمہ کو جب اُنھوں نے امیر معاویہ رضی اللہ تعالٰی عنہ کی شکایت کی کہ وتر کی ایک رکعت پڑھی جواب دیا دعہ فانہ فقیہ[ف][1] انھیں کچھ نہ کہو کہ وہ مجتہد ہیں رواہ البخاری (اسے بخاری نے روایت کیا۔ت) ہاں دربارۂ تصویب وتصدیق یہ حکایت کتب میں منقول ہے کہ امام زین الملۃ والدین ابوبکر خواب میں زیارتِ اقدسِ حضور سیّدِ عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے مشرف ہُوئے کسی شافعی المذہب نے امام ابو یوسف کا یہ قول حضور کے سامنے عرض کیا، حضورِ اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا، ابو یوسف کی تجویز حق ہے، یا فرمایا درست ہے۔ شرح نقایہ میں ہے:

وقد ایدہ ماصح عندنا ان افضل العلماء فی زمانہ واکمل العرفاء فی اوانہ زین الملۃ والدین ابوبکر

اس کی تائید وُہ واقعہ کرتا ہے جو ہمارے نزدیک صحت کے ساتھ ثابت ہے کہ اپنے وقت کے افضل العلماء، اکمل العرفاء، زین الملت والدین

[1] صحیح بخاری باب ذکر معاویہ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۵۳۱

ف: بخاری کے مقام مذکور پر دو حدیثیں منقول ہیں ایک کے الفاظ یہ ہیں دعہ فانہ صحب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور دوسری کے الفاظ یوں قال اصاب انہ فقیہ۔ اعلحضرت علیہ الرحمۃ نے دونوں حدیثوں کا اختصار نقل کیا ہے۔ نذیر احمد

التابادی قد رای فی المنام ان شافعی المذهب قال فی مجلس النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ان ابا یوسف جوز حیلۃ فی اسقاط الزکوٰۃ فقال صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ان ما جوزہ ابویوسف حق او صدق۔[1]

ابوبکر التابادی نے خواب میں دیکھا کہ شافعی المذہب شخص نے مجلسِ نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم میں عرض کیا کہ ابویوسف نے اسقاطِ زکوٰۃ میں حیلہ کو جائز رکھا ہے تو آپ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا : ابویوسف نے جو تجویز کیا ہے وہ حق ہے یا درست ہے (ت)

سابعًا بعد وجوب منع کا حیلہ بالاجماع حرام قطعی ہے، یہاں کلام منعِ وجوب میں ہے یعنی وُہ تدبیر کرنی کہ ابتداءً زکوٰۃ واجب ہی نہ ہو۔ امام ابویوسف فرماتے ہیں اس میں کون سے حکم کی نافرمانی ہوئی ، اللہ عزوجل نے سال تمام ہونے پر زکوٰۃ فرض کی جو بعد وجوب ادا نہ کرے بالاجماع عاصی ہے ، یہ کہاں فرض کیا ہے کہ اپنے مال پر سال گزر بھی جانے دو ، جس طرح یہ فرض فرمایا ہے کہ جو زاد و راحلہ و قدرت رکھتا ہو حج کرے یہ کب فرض کیا ہے کہ زاد و راحلہ و استطاعت کے قابل مال جمع بھی کرو ، یونہی ہرگز واجب کیا مستحب بھی نہیں کہ قدر نصاب مال جوڑ کر سال بھر رکھ چھوڑو تاکہ زکوٰۃ واجب ہو ، ائمۂ دین کو تعلیم غل کی طرف منسوب کرنا بدگمانی ہے جو عوام مسلمین پر بھی جائز نہیں ، اور حق یہ ہے کہ امامِ ممدوح کا یہ قول بھی اس لیے نہیں کہ لوگ اسے دستاویز بنا کر زکوٰۃ سے بچیں ، بلکہ وہ وقتِ ضرورت وحاجت پر محمول ہے ، مثلاً کسی پر حج فرض ہوگیا تھا مال چوری ہوگیا ، مصارفِ حج ونفقۂ عیالی کے لیے ہزار درم کی ضرورت ہے اس سے کم میں نہ ہوگا محنت وکوشش سے جمع کئے ، آج قافلہ جانے کو ہے کل سالِ زکوٰۃ تمام ہوگا ، اگر پچیس درہم نکل جائیں گے مصارف میں کمی پڑے گی ، یہ ایسا حیلہ کرے کہ حج فرض سے محروم نہ رہے ، یا کوئی شخص اپنے حال کو جانتا ہے کہ زکوٰۃ اُس سے ہرگز ہرگز قطعاً نہ دی جائے گی ، اُس کا نفس ایسا غالب ہے کہ کسی طرح اس فرض کی ادا پر اصلاً قدرت نہ دے گا یہ اس خیال سے ایسا کرے کہ بعد فرضیت ترکِ ادا و ارتکابِ گناہ سے بچوں تو از قبیل من ابتلی ببلیتین اختار اھونھما (جو شخص دو مشکلات میں گھر جائے ان میں سے آسان کو اختیار کرے۔ ت) ہوگا۔ سراجیہ میں ہے :

اذا اراد ان یحتال لامتناع وجوب الزکوٰۃ لما انہ یخاف ان لایؤدی فیقع فی المأثم فالسبیل ان یھب النصاب قبل تمام الحول من یثق بہ

جب کوئی امتناعِ وجوبِ زکوٰۃ کے لیے حیلہ کرتا ہے کہ وُہ اس بات سے ڈرتا ہے کہ اگر اس نے زکوٰۃ ادا نہ کی تو گنا ہگار ہوگا ، تو اس کے لیے راستہ یہ ہے کہ سال گزرنے سے پہلے نصاب کسی بااعتماد آدمی کے

---

[1] شرح نقایہ

ویسلمه الیہ ثم یستوھبه[۱] حوالے کر دے پھر اس سے بطورِ ہبہ واپس لے لے۔(ت)

دیکھو تصریح ہے کہ یہ حیلہ گناہ سے بچنے کے لیے، نہ کہ معاذ اللہ گناہ میں پڑنے کے واسطے۔ حیلِ شرعیہ کا جواز خود قرآنِ عظیم واحادیثِ سید المرسلین صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے ثابت ہے، ایوب علیہ الصلوٰۃ و السلام نے قسم کھائی تھی کہ اپنی زوجہ مقدسہ کو سَو کوڑے ماریں گے، رب العزت عزجلالہ نے فرمایا:

وخذ بیدك ضغثا فاضرب به ولا تحنث[۲] یعنی سَو تیلیوں کی ایک جھاڑو بنا کر اُس سے ایک دفعہ مار لو اور قسم جھوٹی نہ کرو۔

حضور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے ایک کمزور شخص پر حد لگانے میں اسی حیلہ جمیلہ پر عمل فرمایا، ارشاد ہُوا:

خذوا له عثکالا فیه مائة شمراخ ثم اضربوہ به ضربة واحدة[۳]۔ رواہ احمد وابن ماجة وابوداؤد وبمعناہ البغوی فی شرح السنة الاولان عن ابی امامة بن سھل عن سعید بن سعد بن عبادة والثالث عن ابی امامة بن سھل عن بعض الصحابة من الانصار والرابع عن سعید بن سعد بن عبادة رضی اللہ تعالٰی عنه اتی النبی صلی اللہ تعالٰی علیه وسلم برجل[۴] الحدیث ھذا حدیث حسن الاسناد ورواہ الرویانی فی مسندہ فقال حدثنا محمد بن المثنی نا عثمٰن بن عمر نا فلیح عن سھل بن سعد ان ولیدة فی عھد رسول اللہ

شاخہائے خرما کا ایک گچھا لے کر جس میں سَو شاخیں ہوں اُس سے ایک بار مار دو (اسے امام احمد، ابن ماجہ، ابوداؤد نے اور معناً بغوی نے شرح السنۃ میں روایت کیا ہے، پہلے دونوں محدثین نے حضرت ابوامامہ بن سہل اور انھوں نے سعید بن سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا ہے اور تیسرے نے حضرت ابوامامہ بن سہل سے انھوں نے ایک انصاری صحابی سے روایت کی ہے، اور چوتھے نے حضرت سعید بن سعد بن عبادہ سے روایت کیا کہ نبی پاک صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمتِ اقدس میں ایک شخص کو لایا گیا، الحدیث، اس حدیث کی سند حسن ہے اور اسے رویانی نے اپنی سند میں یُوں روایت کیا کہ ہمیں محمد بن مثنی نے انھیں

---

[۱] فتاوٰی سراجیۃ کتاب الحیل والخوارج والخوارج منشی نولکشور لکھنؤ ص ۱۵۴

[۲] القرآن ۳۸/ ۴۴

[۳] مسند امام احمد بن حنبل حدیث سعید بن سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ دار الفکر بیروت ۵/ ۲۲۲

[۴] شرح السنۃ باب حد المریض حدیث ۲۵۹۱ المکتب الاسلامی بیروت ۱۰/ ۳۰۳

صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم حملت من الزنا، فسئلت من احبلك؟ فقالت احبلنی المقعد، فسئل عن ذٰلك فاعترف فقد[1] النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم انہ لضعیف عن الجلد فامر بمائۃ عثکول فضربہ بھا ضربۃ واحدۃ[1] اھ ھٰکذا وقع فیما رأیت انما المعروف ابن سھل سعید بن سعد وفی اخری لابن ماجۃ عن ابن سھل عن سعد بن عبادۃ۔ واللہ تعالٰی اعلم۔

عثمان بن عمر نے انھیں فلیح نے حضرت سہل بن سعد سے بیان کیا کہ ایک لڑکی حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی ظاہری حیات میں زنا سے حاملہ ہوگئی، پوچھا گیا یہ حمل کس کا ہے؟ اس نے کہا یہ اس لُولے کا ہے، پُوچھا گیا تو اس نے اعتراف کرلیا۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا یہ کمزور ہے سَو کوڑوں کی سزا نہیں جھیل سکتا، لہذا آپ نے سَو شاخوں والے خُرما کی شاخ سے اسے ایک ضرب لگوائی اھ دیکھا تو میں نے یہی ہے مگر معروف ابن سہل سعید بن سعد ہیں، اور ابن ماجہ کی دوسری روایت میں ابن سہل نے حضرت سعد بن عبادہ سے بیان کیا ہے۔ اللہ تعالٰی ہی بہتر جانتا ہے (ت)

خود صحیح بخاری شریف بلکہ صحیحین میں حضرت ابوسعید و حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہما سے ہے رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے ایک صاحب کو خیبر پر عامل بنا کر بھیجا، وُہ عمدہ خرمے وہاں سے لائے، فرمایا: کیا خیبر کے سب خُرمے ایسے ہی ہیں؟ عرض کی: نہیں یارسول اللہ! واللہ کہ ہم چھ سیر خُرموں کے بدلے یہ خرمے تین سیر، اور نو سیر دے کر اس کے چھ سیر خریدتے ہیں۔ فرمایا:

لا تفعل بع الجمع بالدراھم ثم ابتع بالدراھم جنیبًا[2]

ایسا نہ کرو بلکہ ناقص یا بچمیل خرمے پہلے روپوں کے عوض بیچو پھر ان روپوں سے یہ عمدہ خرمے خریدو۔

اور ہر موزوں کے بارے میں یہی حکم فرمایا، نیز صحیحین میں ابوسعید خدری رضی اللہ تعالٰی عنہ سے ہے بلال رضی اللہ تعالٰی عنہ کہ برنی چھوہارے کہ عمدہ قسم ہیں خدمتِ اقدس حضور سیّد عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم میں حاضر لائے، فرمایا: یہ کہاں سے آئے ہیں؟ عرض کی: ہمارے پاس ناقص چھوہارے تھے اُن کے چھ سیر دے کر یہ تین سیر لیے، فرمایا:

اوّہ عین الربا لا تفعل ذٰلك ولکن

اُف خاص سُود ہے ایسا نہ کرو، ہاں جب بدلنا

---

[1] کنز العمال بحوالہ ابن النجار حدیث ۱۳۵۰۴ مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۵/ ۴۲۶

[2] صحیح البخاری کتاب البیوع باب اذا اراد بیع تمر بتمر خیر منہ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۲۹۳

اذا اردت ان تشتری فبع التمر ببیع اخر ثم اشتر بہ[1] | چاہو تو اپنے چھوہارے اور چیز سے پہلے بیچ کر پھر اس سے اچھے چھوہارے مول لے لو۔

یہ شرعی حیلے نہیں تو اور کیا ہیں، باب حیل واسع ہے، اگر کلام کو وسعت دی جائے تطویل لازم آئے۔ اہلِ انصاف کو اسی قدر بس ہے، پھر جب اللہ و رسول اجازت دیں تعلیمیں فرمائیں تو ابو یوسف پر کیا الزام آسکتا ہے، ہاں ہمارے امام اعظم و امام محمد رضی اللہ تعالٰی عنہم نے یہ خیال فرمایا کہ کہیں اس کی تجویز عوام کے لیے مقصد شنیع کا دروازہ کھولے لہذا ممانعت فرمادی، اور ائمہ فتوٰی نے اسی منع ہی پر فتوی دیا، امام بخاری بھی اگر امام محمد کا ساتھ دیں اور یہ قول امام ابی یوسف پسند نہ کریں تو امام ابی یوسف کی شان جلیل کو کیا نقصان، وہ کون سا مجتہد ہے جس کے بعض اقوال دوسروں کو مرضی نہ ہوئے، یہ رَد و قبول تو زمانہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالٰی عنہم سے بلانکیر رائج و معمول ہے، نہ بخاری کے اقوال مذکورہ میں کوئی کلمہ سخت نفرت کا ہے، اُن سے صرف اتنا نکلتا ہے کہ یہ قول انھیں مختار نہیں، اور ہو بھی تو ان کی نفرت امامِ مجتہد کو کیا ضرر دے سکتی ہے، خصوصاً ائمہ حنفیہ لاسیما امام الائمہ امام اعلم رضی اللہ تعالٰی عنہ و عنہم کہ امام بخاری کے امام و متبوع سیدنا امام شافعی رضی اللہ تعالٰی عنہ جن کی نسبت شہادت دیتے ہیں کہ تمام مجتہدین امام ابو حنیفہ کے بال بچے ہیں، حفظ حدیث و نقد رجال و تنقیح صحت و ضعفِ روایات میں امام بخاری کا اپنے زمانے میں پایہ رفیع والا صاحب رتبہ بالا، مقبولِ معاصرین و مقتدائے متاخرین ہونا مسلّم۔ کتبِ حدیث میں ان کی کتاب بیشک نہایت چیدہ و انتخاب جس کے تعالیق و متابعات و شواہد کو چھوڑ کر اصولِ مسانید پر نظر کیجئے تو ان میں گنجائش کلام تقریباً شاید ایسی ہی ملے جیسے مسائل ثانیہ امام اعظم میں، اور یہ بھی بحمد اللہ حنفیہ و شاگردان ابو حنیفہ و شاگردانِ شاگرد ابو حنیفہ مثل امام عبد اللہ بن المبارک و امام یحیٰی بن سعید قطان و امام فضیل بن عیاض و امام مسعر بن کدام و امام وکیع الجراح و امام لیث بن سعد و امام معلی بن منصور رازی و امام یحیٰی بن معین وغیرہم ائمہ دین رحمۃ اللہ علیہم اجمعین کا فیض تھا کہ امام بخاری نے اُن کے شاگردوں سے علم حاصل کیا اور اُن کے قدم پر قدم رکھا اور خود امام بخاری کے استاذ اجل امام احمد بن حنبل امام شافعی کے شاگرد ہیں، وہ امام محمد کے، وہ امام ابو یوسف کے، وہ امام ابو حنیفہ کے، رضی اللہ تعالٰی عنہم اجمعین، مگر یہ کارِ اہم ایسا نہ تھا کہ امام بخاری اس میں ہمہ تن مستغرق ہو کر دوسرے کار اجل و اعظم یعنی فقاہت و اجتہاد کی بھی فرصت پاتے، اللہ عزوجل نے انھیں خدمت الفاظ کریمہ کے لیے بنایا تھا خدمتِ معانی ائمہ مجتہدین خصوصاً امام الائمہ ابو حنیفہ کا حصّہ تھا۔ محدّث و مجتہد کی نسبت عطّار و طبیب کی مثل ہے، عطّار دوا شناس ہے اُس کی دکان عمدہ عمدہ دواؤں سے مالا مال ہے مگر تشخیصِ مرض و معرفتِ علاج و طریقِ استعمال طبیب کا کام ہے

---

[1] صحیح البخاری کتاب الوکالت باب اذا باع الوکیل شیئاً فاسداً الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۳۱۰

عطار کامل اگر طبیب حاذق کے مدارکِ عالیہ تک نہ پہنچے معذور ہے خصوصاً ملک اطبائے حذاق امام ائمہ آفاق جو ثریا سے علم لے آیا جس کی دقتِ مقاصد کو اکابر ائمہ نے نہ پایا، بھلا امام بخاری تو نہ تابعین سے ہیں نہ تبع تابعین سے، امام اعظم کے پانچویں درجے میں جا کر شاگرد ہیں، خود حضرت امام اجل سلیمٰن اعمش کہ اجلۂ تابعین و امام ائمہ محدثین سے ہیں حضرت سیدنا انس بن مالک انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ خادم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے شاگرد اور ہمارے امامِ اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ کے استاد، ان سے کچھ مسائل کسی نے پوچھے اس وقت امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی وہاں تشریف فرما تھے امام اعمش نے ہمارے امام سے فتویٰ لیا، ہمارے امام نے سب مسائل کا فوراً جواب دیا، اعمش نے کہا یہ جواب آپ نے کہاں سے پیدا کیے؟ فرمایا ان حدیثوں جو میں نے خود آپ سے سنیں اور وہ احادیث مع اسانید پڑھ کر بتا دیں، امام اعمش نے کہا:

حسبك ماحدثتك به فی مائة يوم تحدثنی به فی ساعة واحدة، ماعلمت انك تعمل بهذه الاحاديث يا معشر الفقهاء انتم الاطباء ونحن الصيادلة وانت ايها الرجل بكلا الطرفين[1]۔	یعنی بس کیجئے میں نے جو حدیثیں سو دن میں بیان کیں آپ نے گھڑی بھر میں مجھے سنا دیں، مجھے معلوم نہ تھا کہ آپ احادیث میں یہ کام کرتے ہیں اے مجتہدا تم طبیب ہو اور ہم محدثین عطار۔ اور اے ابو حنیفہ! تم نے دونوں کنارے گھیر لیے۔

یہ روایت امام ابن حجر مکی شافعی وغیرہ ائمہ شافعیہ وغیرہم نے اپنی تصانیف خیرات الحسان وغیرہا میں بیان فرمائی، یہ تو یہ خود ان سے بدرجہا اجل واعظم ان کے استاذ اکرم واقدم امام عامر شعبی جنھوں نے پانسو صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو پایا حضرت امیر المومنین مولیٰ علی وسعد بن ابی وقاص وسعید بن زید وابوہریرہ و انس بن مالک وعبداللہ بن عمر وعبداللہ بن عمرو وعبداللہ بن عباس وعبداللہ بن زبیر وعمران بن حصین وجریر بن عبداللہ ومغیرہ بن شعبہ وعدی بن حاتم وامام حسن وامام حسین وغیرہم بکثرت اصحاب کرام رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے شاگرد اور ہمارے امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ کے استاذ جن کا پایۂ رفیع حدیث میں ایسا تھا کہ فرماتے ہیں بیس سال گزرے ہیں کسی محدث سے کوئی حدیث میرے کان تک ایسی نہیں پہنچی جس کا علم مجھے اس محدث سے زائد نہ ہو۔ ایسے مقام والا مقام باآں جلالتِ شان فرماتے ہیں:

انا لسنا بالفقهاء ولكنا سمعنا الحديث فرويناه للفقهاء من اذا	ہم لوگ فقیہ و مجتہد نہیں ہم نے تو حدیثیں سن کر فقیہوں کے آگے روایت کر دی ہیں جو ان پر مطلع ہو کر

[1] الخیرات الحسان الفصل الثلاثون فی سندہ فی الحدیث ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۱۴۴

علم عمل[۱] نقلہ الزین فی تذکرۃ الحفاظ۔ کارروائی کرینگے۔ (اسے شیخ زین نے تذکرۃ الحفاظ میں نقل کیا ہے۔ ت)

کاش امامِ اجل سیدنا امام بخاری علیہ رحمۃ الباری اگر فرصت پاتے اور زیادہ نہیں دس بارہ ہی برس امام حفص کبیر بخاری وغیرہ ائمۂ حنفیہ رحمہم اللہ تعالٰی سے فقہ حاصل فرماتے تو امام ابو حنیفہ کے اقوال شریفہ کی جلالتِ شان و عظمتِ مکان سے آگاہ ہوجاتے، امام ابو جعفر طحاوی حنفی کی طرح ائمہ محدثین وائمہ فقہاء دونوں کے شمار میں یکساں آتے، مگر تقسیمِ ازل جو حصہ دے ؎

ہر کسے را بہر کارے ساختند
میل او اندر دلش انداختند

(جس کو کسی کام کے لیے تیار کرنا ہوتا ہے اس کام کی محبت اس کے دل میں ڈال دیتے ہیں)

اور انصافاً یہ تمنا بھی عبث ہے، امام بخاری ایسے ہوتے تو امام بخاری ہی نہ ہوتے، ان ظاہر بینوں کے یہاں وہ بھی ائمہ حنفیہ کی طرح معتوب و معیوب قرار پاتے فالی اللہ المشتکی وعلیہ التکلان (اللہ تعالٰی کی بارگاہ میں ہی درخواست ہے اور اسی پر بھروسا ہے۔ ت)

بالجملہ ہم اہلِ حق کے نزدیک حضرت امام بخاری کو حضور پُرنور امام اعظم سے وہی نسبت ہے جو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالٰی عنہ کو حضور پُرنور امیر المومنین مولی المسلمین سیدنا و مولٰنا علی المرتضٰی کرم اللہ تعالٰی وجہہ الاسنی سے کہ فرقِ مراتب بے شمار اور حق بدستِ حیدرِ کرار، مگر معاویہ بھی ہمارے سردار، طعن اُن پر بھی کارِ فجار، جو معاویہ کی حمایت میں عیاذاً باللہ اسد اللہ کے سبقت و اولیت و عظمت و اکملیت سے آنکھ پھیرلے وہ ناصبی یزیدی، اور جو علی کی محبت میں معاویہ کی صحابیت و نسبت بارگاہِ حضرت رسالت بھلا دے وہ شیعی زیدی، یہی روشِ آداب بحمد اللہ تعالٰی ہم اہلِ توسط و اعتدال کو ہر جگہ ملحوظ رہتی ہے، یہی نسبت ہمارے نزدیک امام ابن الجوزی کو حضور سیدنا غوثِ اعظم اور مولانا علی قاری کو حضرت خاتمِ ولایتِ محمدیہ شیخ اکبر سے ہے، نہ ہم بخاری و ابن جوزی و علی قاری کے اعتراضوں سے شانِ رفیع امام اعظم و غوثِ اعظم و شیخ اکبر رضی اللہ تعالٰی عنہم پر کچھ اثر سمجھیں نہ ان حضرات سے کہ بوجہ خطا فی الفہم معترض ہوئے اُلجھیں، ہم جانتے ہیں کہ ان کا منشاءِ اعتراض بھی نفسانیت نہ تھا بلکہ اُن اکابر محبوبانِ خدا کے مدارک عالیہ تک دریس ادراک نہ پہنچنا لاجرم اعتراض باطل اور معترض معذور، اور معترض علیہم کی شان ارفع و اقدس، والحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علٰی سید المرسلین

---

[۱] تذکرۃ الحفاظ ترجمہ ۷۶ الشعبی علامۃ التابعین دائرۃ المعارف النظامیہ حیدرآباد دکن ۱/ ۷۹

محمد وآلہ وصحبہ واولیائہ وعلمائہ واھلہ وحزبہ اجمعین ، امین ، واللہ تعالیٰ اعلم وعلمہ جل مجدہ اتم واحکم۔